رسائل کے عنوانات عربی میں دیے گئے ہیں، جو مصنف ہی کے قائم کردہ ہیں۔ مجموعہ رسائل عقیدہ کی تسہیل وتخریج کنندگان نے زبان و بیان کی قدامت کو قدرے آسان کیا ہے مگر صرف نہایت ضروری مقامات پر۔ طلبہ وعلما کے لیے ان رسائل کا مطالعہ بہت اہمیت اور فائدے کا حامل ہے۔ جاذبِ نظر سرورق کے ساتھ کتاب کی عمدہ اشاعت قابلِ تحسین ہے۔(ارشاد الرحمٰن)

اسلام کی دعوت، مولانا سیّد جلال الدین عمری۔ ناشر: اسلامک ریسرچ اکیڈمی، ڈی-۳۵، بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا، کراچی-۷۵۹۵۰۔ صفحات: ۳۱۸۔ قیمت مجلد: ۲۵۰ روپے۔

دین، یعنی اسلام کی دعوت اسلامی تاریخ کے ہر عہد کا زندہ موضوع رہا ہے۔ بیسویں صدی اس اعتبار سے نسبتاً نمایاں اور منفرد رہی کہ اس دوران عالمِ اسلام کے متعدد ممالک کے اندر اسلامی تحریکیں برپا ہوئیں جن کا مقصود ومطلوب اسلام کی دعوت اور اس کے نتیجے میں اسلامی نظام کا قیام تھا۔ سرزمینِ ہند بھی اس اعتبار سے زرخیز خطۂ ارضی ثابت ہوا لیکن یہ سفر ابھی جاری ہے۔ برعظیم میں اس کا کوئی منطقی نتیجہ ابھی سامنے نہیں آسکا، تاہم پیش رفت ضرور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی تحریکوں کے قائدین اور علمانے اسلام کی دعوت کو اپنی تحریروں کا موضوع بنایا۔ ہندستان کے معروف عالمِ دین اور امیر جماعت اسلامی مولانا سیّد جلال الدین عمری نے بھی اس موضوع پر نہایت سادہ پیرایۂ اظہار میں اسلام کی دعوت کے عنوان سے ایک کتاب تصنیف کی جو ۴۰ برس سے مسلسل شائع ہورہی ہے۔ پاکستان میں اس کی اشاعت باعثِ مسرت ہے۔

یہ کتاب نہایت سلیس زبان میں ہے۔ چار بڑے مباحث کے اندر سیکڑوں ذیلی عنوانات کے تحت موضوع سے متعلّق ہر اہم اور ضروری نکتے پر رہنمائی دی گئی ہے۔ پہلے بحث میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کے پیغمبر کیوں آتے اور کس طرح اپنا کام انجام دیتے ہیں۔ دوسری بحث اسلام کی دعوت سے متعلّق ہے۔ اس بحث میں اس کام کی صحیح حیثیت، اسلام کے اتباع پر زور، دعوت کی ترتیب، اس کے اصول و آداب پر بات کی گئی ہے۔ تیسری بحث میں وہ خاص اوصاف بیان کیے گئے ہیں جن کا پایا جانا اس دعوت کے حاملین میں لازمی ہے۔ چوتھی بحث میں دعوت اور تنظیم کے تعلّق کو واضح کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ کسی اسلامی تنظیم کو مضبوط کرنے والی خوبیاں کیا ہیں؟

یہ کتاب ایک جامع خاکہ پیش کرتی ہے جس کی مدد سے دعوتِ دین کے اس پورے مضمون

کو سمجھنا نہایت آسان ہو جاتا ہے جو دعوتی کارکن کا موضوع ہی نہیں بلکہ نصاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ تحریک سے وابستہ ہر فرد کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔(ارشاد الرحمٰن)

حضرت خضرؑ، تحقیق کی روشنی میں، ڈاکٹر غلام قادر لون۔ ناشر: القلم پبلی کیشنز، ٹرک یارڈ، بارہ مولا-۱۹۳۱۰۱، [مقبوضہ] کشمیر۔ صفحات: ۱۶۵۔ قیمت: ۱۰۰ بھارتی روپے۔

قرآنِ مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''[موسٰیؑ نے] ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ دیکھا جس کو ہم نے اپنی رحمت سے نوازا تھا اور اپنے پاس سے علم بخشا تھا''۔ مذکورہ بندے (عبداً) کا نام احادیثِ مبارکہ میں 'خضر' بتایا گیا ہے۔ حضرت خضرؑ کا تذکرہ اکثر روایات و حکایات میں موجود ہے۔ شاید ہی کوئی مسلمان ہو جو ان کے نام سے ناواقف ہو۔ فارسی اور اُردو ادب میں خضر، آبِ حیات اور حیاتِ جاوداں جیسی تلمیحات اسی شخصیت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ زمانۂ قدیم سے حضرت خضرؑ کی ذات ایک رہنما ہی کی ہے۔

زیرنظر کتاب میں ڈاکٹر غلام قادر لون نے قرآنِ مجید، احادیث، تفاسیر، دیگر کتب سماوی اور مفکرین کے حوالے سے حضرت خضرؑ کے بارے میں اُٹھنے والے سوالات کے مدلل جوابات دیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: ان کے بارے میں ایک جماعت کہتی ہے کہ وہ نبی تھے، جب کہ دوسری جماعت ان کو ولی کہتی ہے۔ دونوں طرف کے دلائل نقل کرنے کے بعد وہ اس بنیاد پر کہ حضرت موسٰیؑ حضرت خضرؑ سے جس طرح مخاطب ہوتے ہیں وہ کوئی غیر نبی نہیں کرسکتا، ان کو نبی قرار دیتے ہیں۔

مصنف ان کی حیاتِ جاوداں کے قائلین اور منکرین کے دلائل پیش کرتے ہیں اور بہت سی احادیث کے حوالے سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں۔ خضرؑ کس زمانے کی شخصیت تھے؟ مصنف کے مطابق: قرآن مجید سے ان کی ملاقات حضرت موسٰیؑ سے ثابت ہے تو پھر ان کا زمانہ وہی ہے۔ مصنف نے اس خیال کو باطل قرار دیا کہ حضرت خضرؑ اور حضرت الیاسؑ ایک ہی شخصیت ہیں۔ آبِ حیات، حیاتِ جاوداں اور سکندر والے قصے کو مصنف نے محض داستان قرار دیا ہے۔ تصوف والے ان کو اپنا رہبر قرار دیتے ہیں اور مشکل وقت میں ان سے مدد طلب کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں حضرت خضرؑ بھولے بھٹکے لوگوں کو راستہ بتاتے ہیں۔

ڈاکٹر غلام قادر لون نے عالمانہ اور محققانہ انداز اختیار کرتے ہوئے دونوں طرف کے